★ مولانا محمد ادریس صاحب ڈھیری، ہری پور

اسلام، تمدّن و ترقّی

کا ضامن ہے

گذشتہ سے پیوستہ

ہم صرف اس بات کو رد نہیں کرتے کہ اسلام تمدّن اور دنیوی ترقی کے لیے سدِ راہ ہے بلکہ ہم یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ہی تمدّن کو ترقّی دے کر بامِ عروج تک پہنچانے والا ہے "

دُنیا میں جب بھی کسی قوم نے ترقی کی یا کرسکتی ہے تو انہی اصُولوں پر جن کا اسلام نے سبق دیا ہے۔

انسان اشرفُ المخلُوقات ہے :

انسانی ترقّی کا سب سے پہلا زینہ یہ ہے کہ !

" انسان اپنے آپ کو پہچانے اور یہ سمجھے کہ وُہ افضل و اعلیٰ ترین مخلوق میں سے ہے "

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [۱]

" یعنی تم اپنے آپ میں کیوں غور نہیں کرتے "

قرآن کریم کی سب سے پہلی وحی میں اسی بات کا سبق ہے، جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] سورۃ الذاریات ع ۱

غارِ حرا میں مشغول بعبادت تھے تو جبریل امینؑ نے آکر آپ کو کہا پڑھیئے آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے آپؐ کو پکڑا اور سینہ سے لگا کر خوب زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا، اس کے بعد پھر کہا پڑھیئے، آپؐ نے پہلا جواب ہی دہرایا، بالآخر تیسری دفعہ اس نے کہا :-

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [1]

یعنی "(اے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اس رب کا نام پڑھا کریں جس نے ساری مخلوقات بنائی" انسان (کی پیدائش خصوصاً قابل ذکر ہے اس) کو اس نے جمے ہوئے خون سے بنایا اپنے رب بڑے عزت والے کا نام پڑھا کریں جس نے علم کے ذریعہ لکھنا پڑھنا سکھایا (اور) جو کچھ انسان نہ جانتا تھا اس کو سکھایا"

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و کبریائی پر انسان کی تخلیق و تعلیم کو بطور دلیل بیان فرمایا کہ میں نے انسان جیسی افضل و اشرف مخلوق بنائی اور اس کو علوم سے نوازا لہٰذا میں بہت بڑی ذات ہوں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ [2]

یعنی قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سیناء کی اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بے شک ہم نے انسان کو بڑے اچھے ڈھانچے پر بنایا ہے (دیکھو تو اس کو کس طرح ظاہری و باطنی خوبیوں سے مالا مال کر دیا)

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنایا فرشتوں سے تعظیم کروا کر اس کی برتری اُن سے تسلیم کروائی اور تمام زمین کی حکومت اس کو سونپی اور امانات کی ذمہ داری اُس کے سپرد فرمائی۔

ارشاداتِ ربانی ہیں :-

---

[1] سورۃ العلق ع۱ بخاری و مسلم [2] سورۃ التین ع۱

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ [1]

یعنی اور (وہ وقت یاد کرو) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں (یہ نائب انسان ہے)

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ [2]

یعنی اور وہ وہی ہے جس نے تم کو زمین پہ نائب بنایا اور ایک دوسرے کو درجوں میں برتری دے رکھی ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ [3]

یعنی اور جب ہم نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی بزرگانہ تعظیم کرو پس سب نے تعظیم کی مگر شیطان اترایا اور بڑا بن بیٹھا اور منکروں میں سے ہوگیا۔

سورۂ حجر میں فرمایا کہ جب شیطان نے سجدہ نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی کہ میں تو ایسے آدمی کی تعظیم کبھی نہ کروں گا جس کو تو نے سڑی مٹی سے پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ [4]

"کہ تو اس جماعت (فرشتوں کی) سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور قیامت تک تجھ پہ لعنت ہے۔"

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ [5]

یعنی ہم نے یہ امانت (جو احکام خداوندی ہیں) آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی تو انھوں نے (عدم استعداد کی وجہ سے) اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو (اپنی قابلیت تام کی وجہ) سے اپنے ذمے لے لیا۔

---

[1] سورۃ البقرہ [2] سورۃ الانعام ع [3] سورۃ البقرہ [4] سورۃ الحجر ع۳ [5] سورۃ الاحزاب ع۹

پھر اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی ذمہ داری (امانت وخلافت کی) انسان کے سپرد فرما کر اس کو اسی طرح چھوڑ نہیں دیا بلکہ زمین، آسمان اور ان میں موجود تمام اشیاء کو اس کے تابع اور مسخر کر دیا۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ؕ [۱]

یعنی کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں تمہارے کام میں مفت لگا رکھی ہیں اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کر دیا ہے،

ظاہری وہ نعمتیں ہیں جن کا اثر جسموں پر ہوتا ہے اور باطنی وہ ہیں جن کا اثر اخلاق و عادات اور روح پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم اور روح (بذریعہ انبیاء) دونوں کے لئے خوراک کا انتظام فرمایا۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا [۲]

یعنی اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے زمین کی سب چیزیں تمہارے لئے بنائیں۔

سَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا [۳]

یعنی اور اس نے بیڑے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں، اور دریا بھی تمہارے تابع کر دیئے اور سورج اور چاند بھی تمہارے فرمانبردار بنا دیئے وہ دونوں گھومتے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے اور جس جس چیز کے تم محتاج ہو اس نے تم کو دیدی ہے اور اگر تم شمار کرنے لگو تو کبھی بھی شمار میں نہیں آسکتے۔

اس قسم کی آیات سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے بعض مقامات پر یہ بھی فرمایا کہ یہ زمین و آسمان اور ان میں

---

[۱] سورہ لقمان ع ۳ [۲] سورہ ابراہیم ع ۵

موجود اشیاء فضول اور بے فائدہ بطور کھیل ہم نے نہیں بنائے بلکہ یہ سب کسی مقصد کے تحت ہیں یعنی انسان کی خدمت اور آزمائش کے لئے بغرضیکہ انسان کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے جو اب عزّوجل نے آسمانی وحی کے ذریعہ سب سے پہلا سبق دیا کہ :-

اے انسان تو اپنے آپ کو پہچان تیری تخلیق ربِ کائنات نے اپنے ہاتھ سے بطریق احسن مکمل فرمائی، تجھ میں اپنی طرف سے رُوح پھونکی، تجھے اعلیٰ علوم سے نوازا، تیری برتری فرشتوں سے بھی منوائی، تیری عظمت کا اعتراف نہ کرنے والے کو مردُود و ملعون قرار دیا، تجھے امانت و خلافت کی ذمہ داری سونپی اور زمین آسمان اور اُن میں تمام موجود اشیاء تیری خدمت کے لئے پیدا کر کے ان کو تیرے لئے مسخر اور تابع کر دیا۔ ے

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے • قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

سعی و عمل :

انسان کی ترقّی کا دُوسرا بڑا ذریعہ یہ ہے کہ وُہ اس بات پر اپنا کامل یقین رکھے کہ اس کی خیر و شر، ترقی و تنزّل اور عرُوج و زوال کا تمام دار و مدار اس کی سعی و عمل پر ہے اور اس کی دین اور دُنیا کی تمام کامیابیاں اس کی کوشش پر موقوف ہیں"

قرآن مجید نے صاف طور پر اس اصول کو بیان کر دیا :-

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰى لے

یعنی انسان جو کچھ محنت و کوشش کرے وہی پائے گا اور انسان اپنی کوشش کے نتائج دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا پُورا پُورا صلہ پائے گا۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ لے

یعنی جو کچھ کوئی اچھا کام کرے گا اس کا صلہ اسی کو ملے گا اور جو کچھ کوئی بُرا

لے سورۃ النجم ۳ع لے سورۃ البقرہ ۴۰ع

کام کرے اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔

ربّ تعالیٰ نے لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو اس اہم نصیحت کا ذکر فرمایا :۔

یَا بُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ [1]

یعنی بیٹا! (کسی گناہ کو بھی کم درجہ خیال کر کے اس کا ارتکاب نہ کرنا) کیونکہ اگر وہ رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوا اور کہیں بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر کہیں مخفی ہوا تو بھی (بہرحال) اللہ تعالیٰ اس کو تیرے سامنے لے آئے گا (یاد رکھ) اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔

ایک مقام پر فرمایا :۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضَاعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا [2]

یعنی خدا کی یہ عادت نہیں کہ ایک ذرّہ بھر بھی ظلم کرے اگر ذرّہ جتنی بھی نیکی ہو تو اسے دُگنا کرتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا صلہ دیتا ہے"۔

ایک اور مقام پر فرمایا :۔

لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا [3]

چھوٹے بڑے عمل کو گن گن کر سامنے لائے گا اور جو بھی وہ کریں گے اُسے موجود پائیں گے کیونکہ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں فرماتا۔

نیز ایک مقام پر فرمایا :۔

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ [4]

---

[1] سورہ لقمٰن ع ۲ [2] سورۃ النساء ع ۶ [3] سورۃ الکہف ع ۵ [4] سورہ زلزال ع ۱

یعنی قیامت کے روز انسان (اپنے اپنے اعمال کے مطابق) مختلف حالتوں میں نکلیں گے تاکہ ان کو ان کے (نیک و بد) اعمال دکھائے جائیں تو جس شخص نے ذرّہ جتنا بھی کوئی اچھا کام کیا ہوگا وُہ اسے (اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ جتنا بُرا کام کیا ہوگا تو وُہ (بھی) اسے (اپنے اعمال نامہ میں) دیکھ لے گا (پھر اسی کے مطابق ان کو جزا و سزا ہو گی)

اِس موضوع کی آیات بھی قرآن مجید میں بے شمار ہیں جن سے رب ذوالجلال نے انسان کو یہ سبق دیا کہ :-

اے انسان تیری ہی کوشش پر تیری کامیابی و کامرانی، عروج و کمال، رفعت و ترقی اور فلاح و بہبود کا دارومدار ہے، تیرے نیک و بد اعمال پر تیری نجات اور ہلاکت کا انحصار ہے، اے انسان جس طرح تجھے شرف و برتری بخشی گئی اسی طرح تیرے نیک و بد اعمال کو بھی اہمیّت حاصل ہے وُہ کبھی ضائع اور اکارت نہیں جائیں گے باقاعدہ ان کے نتائج و ثمار برآمد ہوں گے : ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ؛ یہ خاکی اپنی فطرت سے نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مساوات :

تمدن کی ترقی کا سب سے بڑا آلہ مساوات کا اصُول ہے کہ تمام انسانوں کے حقوق و فرائض میں برابری کو ملحوظ رکھا جائے"

فلاسفر کا کہنا ہے کہ :-

"حقوق انسانی سمجھنے کا پہلا دیباچہ مساوات ہے اور مساوات ہی تمام اخلاقِ حمیدہ کی بُنیاد ہے"

لیکن پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری تک یہ خیال کسی قوم و مُلک میں پیدا نہیں ہوا تھا، تعزیرات کے متعلق مذہب سے دُور قوموں کا یہ طرز عمل تھا کہ مجرموں کو مراتب و درجات کے لحاظ سے سزائیں دی جاتی تھیں،

ترجمان

لارڈ لاوس اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے کہ :-

" رومن امپائر میں ایک ہی جرم کی سزائیں مختلف ہوا کرتی تھیں"

یعنی مجرم کی حیثیت اور درجہ کے لحاظ سے سزا مقرر تھی اس کے بعد مصنف نے اس نا انصافی اور ظلم کی تفصیل بیان کی ہے اور رومن سے لے کر فرنچ تک کے واقعات گنائے ہیں۔

لیکن اسلام نے بروئے ارشادِ قرآنی یہ اصُول قائم کیا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ [1]

یعنی اے لوگو! (سنو! تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم شریف ہیں، ہم قریش ہم سید ہیں، ہم شیخ ہیں ہم وہ ہیں، ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ دھنیا ہے، جولاہا ہے وغیرہ یہ خیال سرے سے غلط ہے کیونکہ) ہم (خدا) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے (تم میں سے کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننھیال اچھے نہیں یا ددھیال بڑے ہیں۔ کیونکہ تم سب در اصل ایک ہی خاندان سے ہو باپ ایک ہے تو ماں بھی ایک ہے) اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو (بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں، افتخار کا ذریعہ تو در اصل ایک ہے، دیگر ہیچ۔ یعنی اللہ سے تعلق، اس لیے بگوشِ ہوش سنو کہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے"

چہ خوب گفت شاعر مشرق رحمہ اللہ ؎

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم

تمیزِ رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

---

[1] سُورۃ الحجرات ع ۲

اسلام نے آکر تمام امتیازات لسانی، نسبی، اور ملکی ختم کر دیئے کیونکہ یہی وہ رکاوٹیں تھیں جو اسے عالمگیر ہونے میں حائل تھیں۔

دیگر مذہب میں لسانی امتیاز: سری رام چندر جی سنسکرت بول رہے ہیں اور سیتا جی پراکرت میں گفتگو کرتی ہیں، امراء سنسکرت بول رہے ہیں اور خدام اور عورتیں وغیرہ پراکرت میں جواب عرض کر رہے ہیں اور مہاتما گوتم بدھ سنسکرت کو گھٹیا قرار دیتے ہوئے اسے سیکھنے سے ہی ممانعت صادر فرما رہے ہیں۔

اختلاف رنگ: امریکہ میں سیاہ فام باشندوں سے جو نفرت بھرا اور وحشیانہ سلوک و برتاؤ سفید چہروں والے کر رہے ہیں ہر شخص کو معلوم ہے بلکہ بعض مقامات میں تو سفید رنگ اور ——— سیاہ رنگ والوں کے لیے بلحاظِ خصوصی مراعات الگ الگ قوانین وضع شدہ ہیں۔

وطن پرستی: گوڑ برہمن اور سارست برہمن مقابلتاً اپنی اپنی افضلیت کے دعویدار ہیں اسی طرح کشمیری پنڈت اور دکھشنی پنڈت ایک دوسرے پر خصوصی امتیاز کے مدعی اور عربی اہل عجم کے انساب کو کوئی وقعت نہیں دیتے تھے۔ اسی طرح یہودی اور آریہ میں ملکی امتیاز کو خاص اہمیت ہے۔

مگر ربّ کائنات نے آسمانی حکم سے تمام خلیجوں کو رفع فرما دیا جس طرح اوپر ذکر کیا گیا بلکہ اختلافِ رنگ و زبان کو منجملہ آیات خداوندی قرار دیا۔

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ

یعنی تمہاری بولیوں اور رنگوں کا مختلف ہونا بجائے خود اللہ کی آیات اور نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

آقائے دو عالم فرماتے ہیں :—

لَا فَضْلَ لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ

یعنی کسی سُرخ سفید رنگ والے کو کسی کالے رنگ والے پر، اور نہ سیاہ رنگ والے سفید رنگ والے پر کوئی فضیلت ہے ۔

اسی طرح فرمایا :-

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ
كُلُّكُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ

یعنی کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت اور برتری نہیں ؛ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی کی مخلوق ہیں ۔

اگر اسلامی مساوات کا نمونہ دیکھنا ہو تو مُسلمانوں کی پانچ وقت نماز باجماعت میں جاکر دیکھئے جس کے متعلق صاحبِ عزّ و جلال کا فرمان ہے :-

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

یعنی نماز باجماعت ادا کرو "

اللہ تعالیٰ نے آقا اور غلام کو اس تاکیدی حکم سے اپنے حضور پیش فرما کر ان کے تمام امتیازات ختم کر دیئے ؎

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز　　　قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز　　　نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اگر روزہ حکم ہوتا ہے تو امراء و شرفاء کو مستثنیٰ نہیں کیا جاتا بلکہ شیخ فانی اور مریض و مُسافر کو سہولت دی جاتی ہے ذات کو نہیں بلکہ صفت کو امتیاز دیا ۔

اگر جہاد کی فرضیت ہوئی تو اس میں بھی مساوات کو ملحوظ رکھا ۔

جب حج کا فریضہ ادا کیا جائے تو تمام امتیازات کو بالائے طاق رکھنا پڑتا ہے ، معاشی نظام

(جس کا ذکر بعد میں آئے گا) کی بنیاد ہی مساوات پر ہے ؎
كَيْلَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

یعنی یہ نظام اس طرح مقرر کیا گیا کہ مال صرف اغنیاء میں ہی گردش نہ کرتا رہے۔

معاشرتی نظام (جس کا ذکر بعد میں آئے گا) میں اگر عورتوں اور غلاموں کے حقوق پر نظر ڈالی جائے تو مساوات کا واضح نمونہ سامنے آجاتا ہے

تعمیل احکام میں بلا امتیاز سب کو مکلف بنایا اگر فاطمہ مخزومیہ کی چوری کا مقدمہ دربارِ رسالت میں پیش ہوتا ہے تو فرماتے ہیں :۔

واَیمُ اللّٰہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا ؎

"خدا کی قسم اگر (اس ملزمہ فاطمہ مخزومیہ کی بجائے) میری بیٹی فاطمہ چوری کے جرم میں ماخوذ ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹنے سے کبھی دریغ نہ کرتا۔

بلکہ اگر جنگ بدر میں صفیں درست کرتے ہوئے ایک صحابی کو کچوکا دے کر سیدھا فرماتے ہیں تو وہ بلا خوف و ہراس عرض کرتا ہے کہ مجھے اس سے تکلیف محسوس ہوئی ہے تو وہ حاکم جس کے ایک اشارہ پر صحابہ کٹ مرنے کو تیار ہوتے تھے

فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهٖ فَقَالَ اسْتَقِدْ

اپنے بدن مبارک سے کپڑا اٹھا دیا اور فرمایا اے "مظلوم" صحابی میرے ننگے بدن سے اپنے ظلم کا بدلہ پورا پورا لے لے۔

کیونکہ :۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ

اللہ تعالیٰ لوگوں کے مال و اشکال (اور حسب و نسب) کو نظر شرف سے نہیں دیکھتے بلکہ اُس کے قلوب و اعمال کا اعتبار ہوتا ہے۔